اخلاص وعمل کا نتیجہ ہے جس کے لئے یہ سب شکریہ اور مبارک باد کے مستحق ہیں لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ان تمام سرگرمیوں کے اصل روحِ رواں ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی ہیں جو محقق اور ادیب بھی ہیں اور بڑے اچھے مخلص اور پرجوش کارکن بھی، جو خود بھی محنت کرتے ہیں اور انھیں دوسروں سے کام لینا اور اُن میں ذوقِ عمل و بیداری پیدا کرنا بھی آتا ہے۔ اس حیثیت سے بے شبہ خواجہ صاحب کو ہندوستان میں مولوی عبدالحق کا جانشین کہا جا سکتا ہے۔ یہاں مولوی صاحب کے دستِ راست پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی تھے اور خواجہ صاحب کے ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ہیں۔ اور یہ حسنِ اتفاق اُردو کے لئے فالِ نیک ہے۔

افسوس ہے کہ گذشتہ ماہ مارچ کی ۱۴ رکو ڈپٹی حبیب اللہ خاں صاحب کا ۹۷ برس کی عمر میں علی گڈھ میں انتقال ہوگیا۔ مرحوم سرسید مرحوم کے خاص صحبت یافتہ اور اُن کا فیض اُٹھائے ہوئے تھے اُن کا حافظہ بلا کا تھا۔ سرسید کی تحریک اور اس تحریک کے اعضا و ارکان کے حالات و سوانح کا جہاں تک تعلق ہے، مرحوم اُن کی انسائیکلوپیڈیا تھے اور جب ذکر چھڑتا تو اُس عہدِ میمنت مہد کے عجیب و غریب واقعات مع پوری تفصیل و جزئیات کے مزے لے لے کر گھنٹوں سناتے تھے، اخلاق و عادات، شرافت و مروت، دینداری اور مذہب کے ساتھ وابستگی کے اعتبار سے سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ ۱۸۸۶ء سے انھوں نے روزنامچہ لکھنے کا جو اہتمام کیا تھا اُسے مرتے دم تک ترک نہیں کیا۔ اگر یہ چھپ گیا تو تحریک علی گڈھ سے متعلق بہت سی عجیب و غریب اور ولولہ انگیز معلومات سامنے آئیں گی۔ زندگی بالکل فقیرانہ اور درویشانہ تھی، حج بھی کر آئے تھے، ساری عمر میں لے دے کے انھوں نے ایک بڑی کوٹھی 'ولایت منزل' کے نام سے بنائی تھی اور وہ بھی یونیورسٹی کو دیدی تھی، سالہائے دراز سے خود اُس میں بطور کرایہ دار رہتے تھے، نماز روزہ کے بڑے پابند تھے اسلامی شعائر و آداب کا دل و جان سے احترام کرنے والے تھے۔ موجودہ علی گڈھ کا مقابلہ سرسید کے علی گڈھ سے کرتے تھے جس کی اساس "دین و دنیا بہم آمیز کہ اکسیر این ست" پر قائم تھی تو باتیں کرتے کرتے رو پڑتے تھے، غرض کہ عہدِ سرسید کی ایک بڑی حسین اور گراں قدر نشانی تھے۔ آہ! اب بھلا ایسے لوگ کہاں ملیں گے؟ سدا رہے نام اللہ کا۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ رحمۃ واسعۃ۔